

۔۔۔ سال پلے

وہ آنکھوں میں خاک جھوکتے ہیں، عقل پر پھر مارتے ہیں، جو کہتے ہیں کہ کسی کا لے کو گور اتنا اتنا دشوار نہیں ہے جتنا کہ کسی ہندو کو یہ سائی بانا۔ کالی کھال کو کس نے اجلا کیا؟ اور کر سکتا ہے؟ لیکن ہندووں کو یہ سائی یا عیسائیوں کو مسلمان ہوتے ہوئے کس نے نہیں دکھا؟ اور کون نہیں دکھ رہا ہے؟ تو رانی نسل کے آدمی کو آریوں کے خون میں کون شریک کر سکتا ہے؟ لیکن رومن کیتوک کی کتنی آبادیاں تھیں جہاں اب صرف پرونسٹ آباد ہیں۔ بہر حال قوموں کو ایک مذہب سے علیحدہ ہو کر دوسرے مذہب کی تعلیمات قبول کرتے ہوئے کب نہیں دیکھا گیا اور کماں نہیں دیکھا جا رہا ہے؟ لیکن چینی بولنے والی قوموں کو بنگالی زبان کے بولنے پر آمادہ ہوتے ہوئے کبھی سنایا گیا؟ یا کیسی مشاہدہ کیا گیا؟ افراد کی زبانیں بدلتی رہتی ہیں، اور بدلتی جاسکتی ہیں، لیکن قوموں کی زبانوں کا بدلتا اتنا آسان نہیں ہے جتنا کہ ان کے خیالات میں انقلاب پیدا کرنا۔ پانی کی طرح، تقریباً نصف صدی سے دیکھو کہ، آدمی کی کمالی ہوئی دولت صرف اس غرض سے ہندستان میں بے دردی کے ساتھ بھائی جا رہی ہے کہ جن ہندستانیوں کی زبان ہندستانی (اردو) ہے وہ انگلستانی بولنے لگیں۔ کوئی دیقہ ہے جو اس کے لیے انہار کھا گیا ہے؟ عمارتوں کا دھوکہ دیا جاتا ہے، فرنچیزوں کا مخالفاط پھیلایا جا رہا ہے، ہر ہر صوبے میں کتب خانوں کو فلک نما ایوانوں اور مدرسوں کو سیہر پیا دیوانوں کی شکل تک ترقی دی گئی ہے، اور دی جا رہتی ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ قانون بھی ملک کے طول و عرض میں نافذ کیا گیا ہے کہ رزق کے وہ سارے دروازے جسے حکومت نے کھولا ہے ان پر قطعاً بند کر دیے گئے ہو انگریزی نہیں جانتے۔ عزت کی کرسیوں سے ہندستان میں وہ محروم کیے جاتے ہیں جو جزاً برطانیہ کی زبان سے جامل ہیں۔ اخباروں، رسالوں، کانفرنسوں اور لیڈروں، خطیبوں اور مقررلوں، سب کے اندر سے یہی آواز پیدا کی جاتی ہے، کہ زندگی صرف ان کے لیے ہے جو انگریزی جانتے ہیں۔ موت کا اختفار وہ کریں جو اس زبان سے اب تک بیگانہ ہیں، اور پیچے، چپ و راست، آگے پیچے، جد ہر نظر المخاؤ، صرف انگریزی کے حروف، انگریزی کے بورڈ، انگریزی کے لکھت الغرض آسمان بھی انگریزی بنا یا گیا ہے، اور زمین بھی انگریزی ہی میں غرق ہے۔ لیکن کاوش کی ان سرگرمیوں اور کوشش کی ان ہنگامہ آرائیوں کے بعد نتیجہ کیا ہے؟ ملک کے دس فی صد باشندوں نے ابھی صرف انگریزی سیکھی ہے، اور اپنی مادری زبان کو چھوڑ کر اس کو اپنی زبان میں بنا یا ہے۔ (مناظر احسن گیلانی، جلد ۷، عدد ۱، اکتوبر ۱۹۲۵)